جلد ۳۵ | ۱۱ ماہ وفا ۱۳۲۶ ہش | ۲۱ شعبان سنہ ۱۳۶۶ھ | ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۶۳

مدینۃ المسیح

قادیان - ۱۰ ماہ وفا - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق پونے چھ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو ضعف کی شکایت ہے۔ اور قدرے حرارت بھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آنکھوں پر تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب مولوی عبدالرحیم نیر کئی روز سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

گزشتہ رات ۹ بجے آج صبح دس بجے اور پھر ۴ بجے بعد دوپہر اور ۶ بجے شام

عجیب منطق

۸ جولائی کو شری یت مدن موہن سیٹھ صاحب نے جو بین الاقوامی آرین لیگ کے صدر ہیں۔ ہندوستان کے تمام آریہ سماجیوں کے نام یہ ہدایت جاری کی ہے۔ کہ وہ ۱۳ جولائی اتوار کو لاہور ڈے منائیں۔ اور لاہور کے پاکستان میں شامل ہونے کے خلاف جلسے کر کے صدائے احتجاج بلند کریں وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے لاہور کے پاکستان سے اخراج کے لئے حسب ذیل عجیب وغریب دلائل دیئے ہیں۔

(۱) لاہور کے ساتھ بھارت ورش کی قدیم تاریخی تمدنی روائتیں وابستہ ہیں۔

(۲) برطانوی اقتدار سے پہلے لاہور سکھ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔

(۳) گزشتہ ستر سال سے آریہ سماج کی سماجی دھارمک اور تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا ہے۔

ہم شری یت مدن موہن سیٹھ اور دیگر سماجیوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا وہ تقسیم کے یہ اصول قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ قبول کرتے ہیں تو چلو ہم مسلمانوں کی طرف سے ذمہ لیتے ہیں ادھر وہ کانگرس کو منا لیں۔ اور انہی اصولوں پر ہندوستان کی تقسیم ہو جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہندوستان کا کوئی چھوٹا بڑا قصبہ نہیں۔ جس سے مسلمانوں کی قدیم روائتیں وابستہ نہیں۔ اور مسلمانوں کو تمام وہ بڑے بڑے مقام مل جائینگے۔ جہاں جہاں ان کے دارالخلافے رہے ہیں۔ اور شائد ہی کوئی مقام ہوگا۔ جو ہزار سال سے مسلمانوں کی تعلیمی اور مذہبی سرگرمیوں کا مرکز نہ رہا ہوگا۔ اس طرح تمام ہندوستان نہیں۔ تو ہندوستان کا اکثر حصہ پاکستان میں شامل ہو جائے گا۔ مسلمانوں کو بھلا اور کیا چاہیئے؟

اس عجیب منطق میں بین الاقوامی آریہ لیگ کے صدر جناب شری یت مدن موہن جی نے تو ماسٹر تارا سنگھ صاحب اور سردار بلدیو سنگھ صاحب کو بھی مات کر دیا ہے۔ اور اپنے ہمنام پنڈت مدن موہن مالوی جی کو بھی شکست دے دی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب نہرو رپورٹ تیار کی جا رہی تھی۔ تو پنڈت مدن موہن مالوی جی صوبہ سرحد کے متعلق بڑے بے چین نظر آتے تھے۔ ایک مسلمان صاحب نے ان سے کہا کہ آپ اس صوبہ کے متعلق اپنے مطالبات ایک بند لفافہ میں لکھ کر دے دیں۔ ہم مسلمان اس کو پڑھے بغیر منظور کر لیں گے۔ چنانچہ پنڈت جی نے ایک بند لفافہ میں اپنے مطالبات لکھ کر دے دیئے۔ جس کو پڑھے بغیر مسلمانوں نے منظور کر لیا۔ اور دستخط کر دیئے۔ جب لفافہ کھولا گیا۔ تو اس میں پنڈت جی نے حسب ذیل مطالبات پیش کئے تھے۔ یعنی صوبہ سرحد میں

(۱) پچاس فی صدی نیابت ہندوؤں کو دی جائے (۲) اگر کسی ہندو اور مسلمان کے درمیان کوئی تنازعہ ہو۔ تو اس کا تصفیہ یا ہندو جج کریں اور یا پھر انگریز۔ پنڈت موتی لال صاحب نے اس مطالبہ کو اس لئے رد کر دیا۔ کہ کہیں ہندو اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کو بھی یہی حقوق نہ دینے پڑ جائیں۔

پھر شری یت مدن موہن جی کا دوسرا اصول کہ "لاہور سکھوں کا دارالخلافہ رہ چکا ہے" تو نہائت ہی عجیب و غریب ہے۔ مانا کہ اس وقت عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے چند سکھ لیڈروں کو کانگرس نے اپنے قابو میں کر رکھا ہے اور ان کے ہاتھ سے سکھ قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرا دیا گیا ہے۔ مگر آریہ سماجیوں کے مونہہ سے تو یہ بات کسی طرح موزوں نہیں معلوم ہوتی۔ کیا آریہ سماج نے اپنی دھارمک پستک ستیارتھ پرکاش سے وہ حصہ نکال دیا ہے جس میں جناب دیانند جی نے حضرت گورو نانک دیو علیہ الرحمۃ پر ناروا اور نہائت ہی دلآزار جرح و قدح کی ہے۔ ہم یہاں اس کا نمونہ نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ ایسے کفر کو نقل کرنا بھی کسی حد تک کفر ہی ہے۔ جس آریہ سماج کے بانی کے خیالات سکھوں کے واجب التعظیم گرو کے متعلق وہ ہوں۔ جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس آریہ سماج کا اب سکھوں کے بھی دارالخلافہ ہونے کو لاہور کے پاکستان سے اخراج کے لئے بطور دلیل پیش کرنا ابن الوقتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر سکھ قوم پر سے موجودہ سکھ لیڈروں کا جادو ہٹ جائے تو یقیناً بین الاقوامی آرین لیگ کے صدر جناب شری یت مدن موہن سیٹھ سے ہر ایک سکھ پہلا سوال یہی کرے گا کہ

آپ کب سے . . . . . .

اس ضمن میں ہم آریہ سماجیوں کی توجہ اس مضمون کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو "پنجاب کس کا ہے؟" کے زیر عنوان سید عبدالقادر صاحب لیکچرار اسلامیہ کالج لاہور نے گزشتہ چند اشاعتوں میں "نوائے وقت" میں شائع کرایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

(۱) مسلمانوں کی کتنی قدیم - تاریخی - تمدنی روایتیں لاہور کے ساتھ وابستہ ہیں
(۲) کتنی مدت تک لاہور اسلامی حکومت کا دارالخلافہ رہا ہے
(۳) گذشتہ ہزار سال سے کس طرح لاہور مسلمانوں کی مذہبی اور تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا ہے۔

گذشتہ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آج بھی لاہور پر طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ تو وہ خالص اسلامی شہر نظر آئے گا۔ پنجاب کے تمام بڑے بڑے اسلامی ادارے لاہور ہی میں ہیں۔ اور باتوں کو چھوڑ دیں۔ اور صرف اسی بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ آج دنیا بھر میں لاہور ہی اردو زبان کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ تو اسکی اینٹ اینٹ سے آواز سنائی دے گی۔ کہ میں پاکستان ہوں۔ اس ضمن میں اردو کے ہندو اخباروں سے عرض ہے کہ وہ ذرا دہلی یا لکھنؤ سے جاکر اردو زبان میں اپنا اخبار شائع کرکے آزمالیں۔ خود آریہ سماج بھی باوجود اردو کے ساتھ انتہائی متعصبانہ عناد کے اس کے مقابلہ میں ایک بھی اخبار ہندی میں کامیاب نہیں بنا سکی۔ کیا ان حقائق کے باوجود بھی لاہور پاکستانی شہر نہیں؟

---

۳ لیکن اگر کسی وجہ سے نہ بھی ہو۔ تو کم از کم نصیحت کرنے والے کے اپنے دل پر تو ضرور اثر ہوگا۔ اگر یہ ذکر و اذکار کم ہو جائے۔ تو نئی پود میں کئی قسم کے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ ابتدائی لوگوں کے ایمان تو ہر وقت شیطان سے نبرد آزما رہنے کی وجہ سے مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور وہ اسے شکست دے چکے ہوتے ہیں۔ لیکن نئی پود کو یہ بات میسر نہیں ہوتی۔ وہ آسانی سے شیطان کے حملہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے لئے کتب زیادہ کارگر نہیں ہوتیں۔ کیونکہ بچے بالعموم مطالعہ سے گریز کرتے ہیں۔ زبانی وعظ و نصیحت جو ہر وقت ان کے کانوں میں پڑتا رہے۔ ان کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور ان کے دل قوتِ ایمان سے معمور ہو جاتے ہیں۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ آپ اپنی اندرونی مجالس میں بقیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مجلس علم و عرفان

ذکر الٰہی سے اپنی مجالس کو ہمیشہ زندہ رکھو

(مرتبہ: چودھری منیر احمد صاحب ونیس)

قادیان ۹ ماہ وفا۔ آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس میں رونق افروز ہوکر جو ملفوظات بیان فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے:-

فرمایا:۔ یورپین سائنسدان اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ انسان آہستہ آہستہ ترقی کرکے حیوان سے اس شکل کو پہنچا ہے۔ یعنی وہ پہلے حشرات کی شکل میں تھا۔ پھر آبی جانوروں کی شکل میں تبدیل ہوا۔ پھر پرندوں اور چوپاؤں کی شکل میں تبدیل ہوا۔ اور بالآخر بندر وغیرہ کی شکل میں تبدیل ہوکر بعض معمولی تغیرات کے ساتھ موجودہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔

ایک عرصہ تک ان کا یہ خیال قائم رہا۔ اور سائنسدانوں نے سمجھا کہ ہم نے انسانی پیدائش کا حل معلوم کر لیا ہے۔ مگر اس پر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ اکثر سائنسدان اس نظریہ کے مخالف ہو گئے۔ اور اسے غلط قرار دینے لگے۔ چنانچہ اب قطعی طور پر انہوں نے یہ معلوم کر لیا ہے۔ کہ انسان انسان سے ہی بنا ہے۔ اور ابتداءً اسی شکل و صورت میں پیدا ہوا تھا۔ جس میں اب ہے۔ البتہ دماغی قویٰ میں فرق تھا۔ اب وہ بہت ترقی کر گئے ہیں۔

بہرحال وہ نظریہ جو ڈاروِن نے پیش کیا۔ وحشت کی یاد دلاتا تھا۔ اور انسانی فطرت کو اپنے بیان کردہ اصل کی طرف مائل کرتے ہوئے وحشت پر آمادہ کرتا تھا۔ انسانی فطرت ہے کہ جو چیز بار بار اس کے سامنے پیش کی جائے۔ وہ اثر کرکے رہتی ہے۔ اور وہ اس سے متاثر ہوکر اس کے مطابق عمل شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ من قال ھلک القوم فھو اھلکھم کہ جو شخص یہ کہتا رہے گا۔ کہ قوم ہلاک ہو گئی وہی اسکی ہلاکت کا موجب ہوگا۔ یعنی وہ بات جو بار بار قوم کے سامنے پیش ہوتی رہے گی۔ وہ ضرور اس پر اثر انداز ہوگی۔ اور اس کے نتیجہ میں قوم سے جرأت اور استقلال کی قوت رفتہ رفتہ رخصت ہوکر اس پر مردنی چھا جائیگی۔

لیکن اس کے برعکس اسلام نے جو نظریہ اور مقصد انسان کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ بہت اعلیٰ ہے۔ اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے قوم کبھی تباہی کی طرف نہیں جا سکتی۔ اسلام ڈاروِن کی تھیوری کی طرح انسان کا مرجع درندگی اور وحشت کو قرار نہیں دیتا۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ میں نے انسان کو خواہ وہ فطرت صحیحہ پر قائم ہو۔ یا ماحول کی وجہ سے عارضی طور پر اپنی فطرت صحیحہ کو خیر باد کہہ چکا ہو۔ عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسلام اس امر کا قائل ہی نہیں۔ کہ کسی کی فطرت ایسی مسخ ہو جاتی ہے۔ کہ پھر اسکی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ کہ بیرونی عوارض کا اثر عارضی ہوتا ہے۔ اور وہ ہر لمحہ کافور ہو سکتا ہے۔

چنانچہ اسلامی تاریخ میں اسکی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ ہی کی مثال دیکھ لو۔ کتنا عظیم الشان تغیر رونما ہوا۔ کجا یہ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنے جا رہے تھے۔ کجا یہ کہ اپنا سر حضورؐ کے قدموں پر رکھ دیا۔ حضرت عکرمہؓ میں جو تغیر پیدا ہوا۔ وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ انسانی فطرت خواہ کتنی ہی مسخ ہو چکی ہو۔ کتنی ہی تبدیل ہو چکی ہو۔ ایک ادنیٰ سے اشارہ پر حالت صحیحہ پر آجاتی ہے۔ آپ ابوجہل کے فرزند ہونے کے لحاظ سے وہ مظالم جو ابوجہل نے صحابہؓ پر ڈھائے تھے۔ ان میں کمی نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ اپنی زندگی کا مقصد ہی عداوتِ اسلام قرار دے چکے تھے۔ اسلام سے اس قدر متنفر ہونے کے باوجود آپ نے جب اپنی بیوی کے اصرار پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ دیکھا۔ کہ میرے اس قدر مظالم کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ تو فوراً ایمان لے آئے۔ اور پھر ایمان میں اس قدر پختہ ہوئے۔ کہ جنگ یرموک میں کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی خستہ حالی کو دیکھ کر حضرت عبیدہ بن جراح سے قلب لشکر پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ اور چند نوجوانوں سمیت اپنی جانیں بے دریغ ہلاکت میں ڈال کر جنگ کی کایا پلٹ دی۔ خود جانبر نہ ہو سکے۔ مگر یرموک کی فتح اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ وہی عکرمہؓ جو ایک وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون کا پیاسا تھا۔ جب اپنے ایک ساتھی سے سوکھے ہوئے حلق کو تر کرنے کے لئے پانی مانگ رہا تھا۔ اور اس نے پانی لا دیا۔ تو اس نے یہ پسند نہ کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی خادم سے پہلے اپنی پیاس بجھالے۔ اس نے پانی کا مشکیزہ فضل بن عباس کے پاس بھیج دیا۔ جو اس کے پہلو میں زخموں سے تڑپ رہے تھے۔ فضل بن عباسؓ نے بھی پسند نہ کیا۔ اور کسی دوسرے پیاسے کے پاس پانی بھیج دیا۔ چنانچہ اسی طرح ہوتا گیا۔ جب وہ آدمی پانی کا مشکیزہ لیکر آخری آدمی کے پاس پہنچا۔ تو وہ مر چکا تھا۔ اور جب وہ واپس آیا۔ تو سارے مر چکے تھے۔ ان واقعات کی روشنی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انسان کی فطرت جو عارضی طور پر اس پر غالب آجاتی ہے۔ تبدیل نہیں ہوتی۔ درحقیقت فطرت صحیحہ ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اور عارضی طور پر آدمی ماحول سے متاثر ہوکر کوئی غیر طبعی حالت اختیار کر لیتا ہے۔ جو ہر لحظہ زائل ہو سکتی ہے۔ پس کبھی بھی یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ وعظ نصیحت اثر نہیں کرتے

اذان کے بعد سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ مومنوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کو سمجھاتے رہنا چاہیئے۔ اور کسی کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسے سمجھ نہیں آسکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی ناشکری اور نافرمانی ہے۔ اول تو متواتر نصیحت کرتے رہنے سے ضرور اثر ہوگا۔ ۳

بقیہ: ہر وقت وعظ و نصیحت کے شغل کو جاری رکھیں اور بیرونی مجالس میں بھی لوگوں کو نورِ ہدایت سے آشنا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ یعنی جب آپ کے اردگرد احمدی ہوں تو اخلاقی باتوں پر زور دیں۔ اور جب غیر احمدی ہوں۔ تو انہیں بھی احمدیت کی طرف آنے کی دعوت دیں۔

قیام پاکستان اور مسلمانوں کا فرض

از جناب مسعود احمد صاحب بی۔ اے واقف زندگی

ہندوستان کے مسلمان خوش ہیں کیوں نہ ہوں؟ ان کو اپنے سیاسی نصب العین کے حصول میں کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ سیاسی طور پر پنپنے کے سامان میسر آئے ہیں۔ غیر کے سہارے سے بے نیاز ہو کر تقابل و تعامل کی لامتناہی تگ و دو میں آزادانہ حصہ لینے کا موقعہ ہاتھ آیا ہے۔ بظاہر اپنی تہذیب اپنے تمدن۔ اپنی معیشت اپنے رسم و رواج اور اپنی خصلت و عادات کو سنوارنے بہتر بنانے اور بلند معیار پر قائم کرنے کے خوشکن آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی لئے وہ پاکستان کے حصول پر خوش ہیں۔ نہ صرف خوش ہیں بلکہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

اس میں شک نہیں کہ نصب العین کا حصول باعث مسرت ہونا چاہیئے لیکن اسی وقت تک کہ جب تک یہ عارضی نصب العین اس حقیقی نصب العین کے حق میں معاون و مددگار ثابت ہو۔ کہ جو اسلام نے ہر مسلمان کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس وقت مسلمان ترقی اور تنزل کے دوراہے پر ہیں۔ ایک راستہ تو یہی ہے۔ کہ وہ اقوام یورپ کے قدم بقدم چل کر غیر اسلامی طریق کار سے کام لیتے ہوئے وہی کچھ کر گزریں۔ جو باقی ماندہ چھوٹے چھوٹے اسلامی ممالک نے کیا ہے۔ اور اسی غیر اسلامی انقلاب کی زد میں آ جائیں۔ کہ جس میں ٹرکی ایران اور مصر وغیرہ آئے ہوئے ہیں۔ یا پھر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسوۂ رسول کو مشعل راہ بناتے ہوئے وہ راستہ اختیار کریں۔ جو فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی امتیازی شان کے عین مطابق ہو۔ تا وہ انقلاب رونما ہو جس پر غیر مسلم اقلیتیں بھی عش عش کر اٹھیں۔ اور گرویدۂ دین فطرت ہو کر اطراف و اکناف عالم تک اسی انقلاب کو برپا کرنے میں خود حصہ لینے کی سعادت حاصل کریں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہوا کا رخ کیا ہے۔ حالات و واقعات اور نت نئے تغیرات کس طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ کہنے کو تو ہر شخص یہی کہتا ہے۔ اور کہے گا۔ کہ وہ مستقبل کے متعلق پُر از امید ہے۔ کہ اب خالص اسلامی انقلاب رونما ہوا چاہتا ہے۔ بجز خوش فہمی کے اس کی کوئی دلیل نہیں خوش فہمی سے ذرا آزاد ہو کر حالات کا جائزہ لیجئے۔ اور دیکھئے کہ بحیثیت مجموعی مسلمان کتنے پانی میں ہیں۔ اس واقعاتی تجزیے کے لئے ہم کو اس ہمہ گیر قانون قدرت کی طرف نظر کرنی چاہیئے۔ جو اقوام و ملل کی حیات و ممات کے لئے مقرر ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز بتدریج نشوونما پاتی ہے۔ تخلیق و تکمیل کے مختلف دوروں میں سے گزر کر عالم شباب کو پہنچتی ہے۔ اپنے ماحول سے رفتہ رفتہ اکتساب خیر کے بعد ہی اس قابل ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کو فیض پہنچا سکے وہ درجات اور ادوار کیا ہیں؟ راہ رو تکمیل کے وہ کون سے موڑ ہیں کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ان میں سے گزرنا ناگزیر ہے؟ ترقی کی اس شاہراہ میں صرف ایک ہی موڑ آتا ہے۔ جو اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ پہلا حصہ داخلی استعداد کا ہے۔ اور دوسرا ظاہری نشوونما کا پہلا دور دوسرے کے لئے سبب اور علت کے طور پر ہے تاوقتیکہ داخلی یا باطنی استعدادیں نشوونما نہ پا جائیں۔ ظاہری استعدادوں کا درجۂ کمال کو پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔ اگر بیج زمین کے پیٹ میں باطنی استعداد کی بدولت اپنے ماحول سے کامیاب تعامل کر کے اپنی ہستی پر تہ خاک ایک انقلاب برپا نہ کرے۔ تو وہ زمین کا سینہ چاک کر کے اپنی ظاہری استعدادوں کو نشوونما دینے کے لئے پودے کی صورت میں کبھی نمودار نہ ہو انسان کے لئے بطن مادر میں پرورش پانے کا عرصہ داخلی استعدادوں کے اجاگر ہونے کا زمانہ ہے کہ جس کے بعد ہی بچہ اس دنیا میں پیدا ہو کر ظاہری استعدادوں کے ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

بعینہٖ یہی حال قوموں کے عروج و زوال کا ہے۔ قوم کے بحیثیت قوم ترقی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پہلے باطنی استعدادوں کے ارتقائی دور میں سے گزرے جس کے بعد دنیا میں اس قوم کو غلبہ و حکومت شوکت و عظمت اور قوت و اقتدار حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ کہ ظاہری شوکت و عظمت نتیجہ ہوتی ہے داخلی اور باطنی استعدادوں کے بے پناہ مجاہدے کا۔ وہ فتح مکہ اور بعد از ہجرت کی دوسری کامیابیوں اور پھر خلافت راشدہ کے زمانے میں حکومتوں کی تسخیر کے حالات پڑھ کر وجد میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ کہ پھر وہی زمانہ دوبارہ آ جائے۔ اور ہر چہار دانگ عالم میں اسلام کا ہی بول بالا ہو۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ نتیجہ تھا قبل از ہجرت کے مجاہدات کا۔ مکی زندگی اپنے تمام مصائب و آلام اور ابتلا و امتحان کے ساتھ مسلمانوں کے حق میں داخلی استعدادوں کے اجاگر ہونے کا زمانہ تھی۔ ایک نئی قوم کی پیدائش کے لئے بطن مادر میں پرورش پانے کا مقرر و معین عرصہ تھی۔ جس میں خدا تعالے کا رسول اپنی ذات قدسی صفات کی بدولت تزکیۂ نفوس کر کے انسانوں کو باخدا انسان بنا رہا تھا۔ ان کو اہل بنا رہا تھا آنے والی ترقیات کا اور ان میں وہ صلاحیت پیدا کر رہا تھا۔ جس سے وہ اپنے آقا و مرشد سے اکتساب خیر کرنے کے قابل ہو کر اپنے گرد و پیش کو اس چشمۂ فیض سے سیراب کر سکیں۔ تزکیۂ نفوس و اخلاق ہی وہ بنیادی چیز ہے۔ کہ جس پر ملت کی ترقی کا دارومدار ہے۔ قرآن مجید سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تزکیۂ نفوس کے ذریعہ عرب کے بدوؤں کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ جیسا کہ فرماتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة ومن قبل لفی ضلال مبین

پس مسلمانوں کے زوال کا باعث اور آج تک نہ پنپ سکنے کا موجب یہی ہے کہ مسلمانوں نے بحیثیت قوم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کو نظر انداز کر دیا۔ اور اس کے بعد کی فتوحات و ترقیات کی یاد پر ہی صبر کئے بیٹھے رہے۔ ترقیات کے حصول کا جو راستہ قدرت نے مقرر کیا تھا۔ اس سے مونہہ پھیر لیا۔ اور ترقیات کے حصول کی خواہش میں پڑے گھلتے رہے۔ اب پاکستان کے حصول کے بعد اگر وہی طریق اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جس سے دنیا میں وہی انقلاب آئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے دنیا میں برپا ہوا تھا۔ تو پھر ضروری ہے کہ پہلے باطنی صلاحیتوں کی ارتقا کا سامان کریں۔ تا پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان بن جائے۔ ورنہ یہ موجودہ پاکستان جو محض ظاہری ارتقا پر دلالت کرتا ہے۔ اسی غیر اسلامی انقلاب کی زد میں آ کر رہ جائے گا۔ جس کی زد سے نہ ٹرکی بچ سکا۔ اور نہ ایران و مصر محفوظ رہ سکے۔ ظاہر ہے کہ حالات سازگار نہیں اور خطرہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ظاہری استعدادوں کی تکمیل کا وہ پہلو جو پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا ہے کہیں مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں بہہ کر نہ رہ جائے اندریں صورت اس نئے انقلاب کو اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ

تصویر کے دو رخ

(از جناب مرزا عبد العزیز صاحب احمدی گگلیانہ ضلع گجرات)

خدا تعالیٰ کے فضل سے آج میں ناظرین الفضل کی واقفیت کے لئے مولوی محمد علی صاحب کی دو زندگیوں کے متعلق چند ایسے مکمل حوالہ جات بغیر کسی حاشیہ کے نقل کرتا ہوں۔ جو بلحاظ اقتضا اور اختلاف کے بعد المشرقین کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور یہ بعد اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سے مولوی صاحب نے قادیان سے منہ موڑ کر لاہور میں ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں پناہ لی۔ انصاف پسند غیر مبائع حضرات اور سنجیدہ مزاج ناظرین کی سہولت کے لئے دونوں قسم کی تحریریں جو مولوی صاحب کی قلم سے یکے بعد دیگرے نکلی ہوئی ہیں۔ دو کالموں میں بالمقابل درج کرتا ہوں جن کو پڑھ کر قارئین بخوبی جان لیں گے۔ کہ یہ وہی مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ جو کہ چند سال قبل کس طرح ایمانی جوش اور اخلاص سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو قرآن مجید کی آیات سے ثابت کر رہے تھے۔ اور اب کس طرح ایک دم اپنے پہلے اور صحیح عقیدہ سے برگشتہ ہو کر اپنی سابقہ تحریرات کے بالکل برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے خلاف جا رہے ہیں۔ کالم اول میں مولوی محمد علی صاحب کے وہ حوالے نقل کرتا ہوں۔ جو ان کی قادیانی زندگی میں ان کی قلم اور قلب سلیم سے نکل چکے ہیں۔ اور جن میں آیات قرآنیہ کی رو سے اس منہاج نبوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ثابت کیا گیا ہے۔ جس منہاج پر آپ سے پہلے انبیاء کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اور دوسرے کالم میں ان کی لاہوری زندگی کی وہ تحریریں نقل کرتا ہوں۔ جو امیر پیغام کے عہدہ پر قائم ہونے پر آپ کے قلم سے نکلی ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی قادیانی زندگی

(۱) "قرآن مجید نے جو امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان قائم کیا ہے۔ اس کی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو پرکھو مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق ہونا کھل جائے۔"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۲۶۱)

(۲) "امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن مجید نے اس بحث اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۲۷۱)

(۳) "چار اصول خواجہ غلام الثقلین نے اپنی طبیعت سے ایجاد کئے ہیں۔ جن کی رو سے وہ حضرت مرزا صاحب کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ عدل و انصاف۔ کفایت شعاری سعی و محنت اور اتفاق قومی۔ مگر میں خواجہ صاحب سے دریافت

مولوی محمد علی صاحب کی لاہوری زندگی

"جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے۔ امت کے اندر ہو کر نبوت کا دعویٰ بھی کذاب کا کام ہے۔ آنحضرت صلعم سے نہایت درجہ کے قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا۔"

(بحوالہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱)

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخ کنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوئے ہو۔" (اخبار پیغام صلح مجریہ ۷ر اپریل ۱۹۱۵ء)

"ھو الذی بعث فی الامیین والی آیت میں دو رسولوں کی بعثت کی خبر نہیں بلکہ ایک ہی رسول کی دو قوموں میں بعثت کی خبر ہے یہاں کسی دوسرے رسول کے آنے کی خبر نہیں۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۲۹)

پوچھتا ہوں۔ اول یہ کہ آیا جس شخص میں یہ چاروں اوصاف پائے جاتے ہوں گے۔ وہ اس کو نبی ماننے کے لئے تیار ہوں گے۔ اور دوم یہ کہ آیا ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے۔ جیسے آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہو رہے ہیں .... نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں۔ وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر نا لائقہ ڈال سکتا ہے یا نہیں؟"

(ریویو جلد ۵ صفحہ ۳۹۵) (گویا بلحاظ نبوت کے آنحضرت اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ ناقل)

(۴) "فارسی الاصل رجل من ابناء فارس کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے۔ اس کی جڑھ قرآن شریف میں موجود ہے۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں آیا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا .... عزیز الحکیم۔ خدا تو وہ ہے۔ جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا۔ کہ انہیں اس کی آیات سنائے۔ اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی انہیں تعلیم دے۔ گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا۔ اور انہیں پاک بنائے گا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے۔"

(ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶)

(۵) "قرآن مجید اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو نام ہیں محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

(۶) "اس آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انہیں آخرین کہا گیا ہے۔ اور یہی وہ لفظ ہے۔ جو بجنسہٖ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو مسیح موعود کے

"ھو الذی ارسل رسولہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ آیت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ جس رسول کا ہدیٰ اور دین حق کے ساتھ بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ وہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ مسیح موعود ہیں۔ اگر ایک بھی قول آپ کسی مفسر کا نہ دکھا سکیں۔ تو شرم کا مقام ہے۔"

(احمد مجتبیٰ صفحہ ۳۴ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے)

نزول کے متعلق ہیں۔ پیشگوئی کے بیان میں اوپر ذکر آ چکا ہے۔ کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے۔" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶، ۹۸)

(۷) "ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی کے الفاظ ایسے وقت میں شائع کئے گئے تھے۔ جب ڈوئی کے عروج کا ستارہ اوج پر تھا۔ اور یہ وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ ایسا ذلیل ہو جائیگا۔ ہاں اس کے انجام سے سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی واقف نہ تھا اور اس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا۔" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۱۴۹)

(۸) "اب جب یہ تمام امور ایسے ہیں جن کا منہاج نبوت کی رو سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے۔ تو منہاج نبوت کی رو سے ہو سکتا ہے۔"

(ریویو جلد ۷ صفحہ ۲۹۲)

(۹) "سلسلہ احمدیہ اس غرض کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ جو قرآن مجید میں مسیح موعود کے آنے کی غرض بتلائی گئی ہے۔ یعنی دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرنا۔ اسی غلبہ اسلام کے متعلق جس کو مسیح کی آمد کی غرض ٹھیرایا گیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ۔ اس آیت کے متعلق

مانا گیا ہے۔ کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔"

ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ صد ۱۸۳

ناظرین اکرام ان دونوں قسم کے حوالہ جات کو بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ لگا لیں کہ آیا یہ ایک ہی شخص کی تحریریں ہیں۔ جس نے کسی سابقہ زمانہ میں قرآن مجید کی آیات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت مخالفین و معترضین کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اب وہی شخص ہے۔ جو قرآن مجید کی انہیں آیات کی تردید کرتا ہوا یہ لکھتا ہے۔ کہ ان آیات سے مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں سہ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

میں غیر مبائع حضرات سے خدا کے نام پہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ سوچیں کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور اب عداوت محمود ایدہ اللہ الودود نے ان کو اصل مقام سے کتنا دور کر دیا ہے سہ

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

ایک احمدی خاتون کی کامیابی

مکرمہ طاہرہ مسز عبد الوہاب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے طبیہ کالج دہلی سے طبیہ و قابلہ کا امتحان امتیاز سے پاس کیا تھا آپ کالج میں اول آئی تھیں۔ رجسٹرار صاحب طبیہ کالج دہلی نے اطلاع دی، کہ طاہرہ بیگم صاحبہ کے لئے امتیازی سند کے علاوہ ایک طلائی تمغہ تجویز کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ان کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔

فوری ضرورت

دفتر نظارت بیت المال میں دو انسپکٹران کی فوری ضرورت ہے۔ جن کا گریڈ ۳۰-۱-۴۰ ½ و گرانی الاؤنس ۱۴ روپے ماہوار ہوگا۔ تعلیمی معیار مڈل پاس تک ہونا کافی ہے لیکن حساب کتاب میں تجربہ ہونا چاہیئے۔ صرف ایسے مخلص اور مستعد احباب کو جو باہر جماعتوں میں دورہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں درخواست دینی چاہیئے۔ درخواستیں امراء یا پریذیڈنٹ جماعت کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۲۰ ماہ حال تک آ جانی چاہئیں۔ (ناظر بیت المال)

صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی قربانیاں!

خدا کی راہ میں اموال کس طرح لٹائے گئے

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی تحریک فرمائی تو میں اس نیت اور ارادے سے کہ اب کی دفعہ تو ضرور حضرت ابوبکر سے گوئے سبقت لے جاؤں گا۔ اپنا نصف مال دربار رسالت میں لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دریافت فرمایا۔ کہ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول نصف مال۔ اتنے میں حضرت ابوبکر بھی آ پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ سے دریافت فرمایا۔ کہ اہل عیال کے لئے بھی چھوڑ آئے ہو۔ تو آپ نے بیساختہ کہہ ڈالا۔ کہ خدا اور خدا کا رسول۔

یہی نہیں۔ کہ حضرت ابوبکر نے ایک دو دفعہ اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ بلکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے متعدد بار اپنا تمام کا تمام مال خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ اور در اصل یہی وجہ تھی کہ دنیائے اسلام کا بادشاہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سیم و زر میں کھیلنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب وفات پاتا ہے۔ تو اس کے ذمہ چھ ہزار کا قرض ہوتا ہے جو کہ بعد میں ادا کیا جاتا ہے۔

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخلاص و ایمان کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ غزوۂ تبوک کے وقت جب مسلمانوں کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مالی اعانت کی تحریک فرمائی تو آپ نے دس ہزار مجاہدین کو اپنے خرچ سے آراستہ کیا۔ اور ان کے لئے معمولی سے معمولی چیز بھی اپنی گرہ سے خرید کر دی۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور دیگر سامان رسد کے لئے بھی آپ نے ایک ہزار دینار نقد پیش کئے۔

(۳) اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک یہودی سے "بئر رومہ" جس کا پانی عمدہ اور شیریں تھا۔ بیس ہزار درہم سے خرید کر صحابہ کرام کے لئے وقف کیا۔ کیونکہ مدینہ میں ان دنوں پانی کی سخت تکلیف تھی اور یہ یہودی اپنے کنوئیں کا پانی قیمتاً بیچتا تھا۔ مگر صحابہ کرام میں اس کی استطاعت نہ تھی۔

(۴) حضرت امام حسن کی بابت لکھا ہے۔ کہ آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا آدھا مال راہ خدا میں وقف کیا۔ اور تنصیف میں اس قدر فیاضی سے کام لیا کہ دو جوتوں میں سے ایک جوتا بھی دیدیا۔

غور فرماویں۔ کہ آپ سے نصف مال نہیں بلکہ نصف مال کے ½ حصہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

(۵) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے مالدار تاجر تھے۔ آپ کی بابت لکھا ہے کہ آپ کو دولت سے بالکل پیار نہ تھا۔ بلکہ اسے راہ خدا میں ہی خرچ کرنے میں لذت اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ دفعہ آپ کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آیا جس میں سات سو اونٹوں پر گیہوں۔ آٹا اور دیگر اشیاء خوردنی بار تھیں۔ اور آپ نے یہ سب کا سب قافلہ معہ اسباب و سامان حتی کہ کجاوے تک راہ خدا میں وقف کر دیئے۔

پھر آپ کی مالی قربانیوں کا اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے دو مرتبہ یکمشت چالیس چالیس ہزار دینار دیئے۔ اور ایک غزوہ کے موقعہ پر جہاد کے لئے پانچ سو گھوڑے اور اتنے ہی اونٹ حاضر کئے۔ اسی طرح جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہ خدا میں وقف کرنے کی وصیت کی۔ علاوہ ازیں جو بدری صحابہ اس وقت تک بقید حیات تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے چار چار سو دینار کی وصیت کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس وقت تک ایک سو بدری صحابہ زندہ تھے۔ اور ان سب نے اس وصیت کے مطابق اپنا اپنا حصہ لیا۔ حتی کہ حضرت عثمان نے بھی اپنا حصہ وصول کیا۔

(۶) حضرت ثابت بن وحداح کے متعلق لکھا ہے کہ جب قرآن مجید کی آیت من ذالذی یقرض اللّٰہ قرضاً حسناً الخ اتری تو آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ بھی ہم سے قرض مانگتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سننا ہی تھا۔ کہ تمام دنیوی ضرورتیں بیوی بچوں کا فکر مستقبل کا خیال نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور رگ رگ میں عشق الٰہی کا خون جولانی کرنے لگا۔ اور آپ نے تمام کا تمام مال راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔

(۷) یہی نہیں کہ صحابہ کرام کا امیر ترین دولتمند طبقہ ہی اس نشۂ عشق میں سرشار تھا۔ بلکہ امیر و غریب سب اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس سے کیف اندوز تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی بابت لکھا ہے۔ کہ آپ بہت غریب اور تنگ دست آدمی تھے۔ لیکن ایک دفعہ جب چندہ کی تحریک کی گئی۔ تو آپ نے سارے کا سارا مال راہ خدا میں دے دیا۔ لیکن جب آپ کے والد بزرگوار کو اس کی اطلاع ملی۔ تو انہوں نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور آپ نے یہ تمام کا تمام مال آپ کے والد بزرگوار کو بطور میراث کے دے دیا۔

(۸) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے لیکن نہایت ہی مسکین اور بے کس آدمی تھے۔ قریش کی تکالیف سے تنگ آ کر جب آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ تو مشرکین نے اس وجہ سے روک لیا۔ کہ جب تک تمام کا تمام مال جو تم نے مکہ میں کمایا ہے۔ چھوڑ نہ جاؤ گے۔ تم مدینہ نہیں جا سکتے۔ ان الفاظ کا سننا ہی تھا۔ کہ نشۂ عشق الٰہی نے جوش مارا۔ اور آپ سب کا سب اندوختہ کفار کے حوالہ کرتے ہوئے عازم مدینہ ہوئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ربح صہیب ربح صہیب صہیب نفع میں رہا۔ صہیب نفع میں رہا۔

(۹) حضرت خباب رضی کی بابت لکھا ہے۔ کہ جب آپ قبولیت اسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ تو آپ کا ایک مشرک عاص بن وائل کے ذمہ قرض تھا۔ جب آپ نے اس سے قرض کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے کہا کہ جب تک (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا علی الاعلان انکار نہ کرو گے۔ میں یہ روپیہ تم کو ہرگز نہ دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو فرمایا۔ کہ روپیہ ملے یا نہ ملے۔ مگر یہ تو قیامت تک بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک معمولی سے دنیوی فائدہ کے لئے نبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کر دوں

زعماء و قائدین کی فوری توجہ کیلئے

"وہ نئی بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کی توجہ دلاتا ہوں۔ وہ علم کا عام کرنا ہے اور کوشش کریں۔ کہ سال دو سال کے عرصہ میں کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو" (الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء) حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد پر آٹھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ آپ کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ اس نہایت اہم ارشاد کی تعمیل میں ناخواندگان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

فوری ضرورت

ایک پرائیویٹ ڈسپنسری کے لئے ایک تجربہ کار محنتی اور دیانتدار کمپونڈر کی فوری ضرورت ہے۔ دیگر کوائف کے متعلق خاکسار سے خط و کتابت کریں!

خاکسار:- ڈاکٹر مرزا منور احمد

صرف دس روزا اور باقی ہیں

پھر وہ مبارک ایام شروع ہو جائیں گے۔ جب قرآن کریم کے ترجمہ اور درس کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔ عرفان اور قرب الٰہی کے وہ مسرت بخش لمحے لطیف اور قربانی کے دلنواز اوقات۔ اور پھر اپنے محبوب کی خاطر سفر اور روزہ؟ کیا دعاؤں کے اس سے بھی بڑھ کر مواقع بھی مل سکتے ہیں؟

آپ ۱۹ جولائی کی شام تک قادیان پہنچیں۔ کیونکہ اس سے اگلی صبح نماز فجر کے بعد پڑھائی شروع ہو جائے گی؟ (سیکرٹری تعلیم القرآن کمیٹی)

آپ کو زکوٰۃ نہ ادا کرنا پڑیگی

(۱) ہر وہ جماعت اور ہر وہ احمدی جس نے دفتر اول کے تیرھویں سال اور دفتر دوم کے سال سوم کا وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کیا ہے۔ مگر ابھی تک ادا نہیں کیا۔ اسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ سال کا آخر قریب آ گیا ہے۔ انہیں اب جستی اور ہوشیاری سے اپنا وعدہ ادا کرنا چاہیئے۔ کوشش یہ ہو۔ کہ ۲۹ رمضان المبارک تک آپ کا وعدہ بہرحال سو فیصدی مرکز میں داخل ہو جائے۔ تاکہ آپ کا نام بھی دعا کے لئے ۲۹ رمضان المبارک کو پیش حضور ہو۔

(۲) امداد غربا کا کام آپ کے فرائض میں سے ہے۔ اور ہلکا سا مطالبہ ہے۔ جو اپنے گھر کے سالانہ اخراجات پر ۱/۴۰ حصہ ہے۔ کیا آپ کی جماعت اور آپ اپنا حصہ دے چکے ہیں؟ اگر نہیں تو فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

(۳) کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حفاظت مرکز کے سلسلہ میں یہ فرما چکے ہیں۔ کہ ہر احمدی جس کا روپیہ بنکوں وغیرہ میں ہے۔ وہ فوری طور پر تحریک جدید کی امانت میں جمع کرا دے یا صدر انجمن کی امانت میں داخل کر دے اور لکھ دے کہ میں ایک یا دو تین سال کے بعد روپیہ لوں گا۔ اس روپیہ پر سے اسے زکوٰۃ بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس طرح سلسلہ کے کام آئے گا۔ اس لئے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ آپ ایک یا دو یا تین ماہ کے نوٹس پر بھی

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری حمید اللہ صاحب سب جج درجہ اول مقام نواں شہر

دعویٰ دیوانی عنایت کشن چند۔ نہال چند بعقت بال بالغان گیان چند وغیرہ نابالغان پسران بھورام اقوام برہمن سکنہ جاڈلہ تحصیل نواں شہر لاہجان

بنام

رحماں ولد الٰہی بخش دینا ولد ہوشناک غلام محمد ماکو پسران عمر اقوام جٹ مسلمان ساکنان ملا پور جٹاں۔ تحصیل نواں شہر لاہجان

بنام:- مدعا علیہ مذکوران

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیان مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۸ ماہ جولائی ۱۹۴۷ء کو مقام نواں شہر حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے۔ اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی

آج بتاریخ ۲۰ ماہ جون ۱۹۴۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت چوہدری عزیز دین احمد صاحب سب جج بہادر درجہ اول۔ سرگودہا۔

دعویٰ یا اپیل دیوانی ع

خورشید بیگم زوجہ گل محمد لوہار سکنہ بھلوال منڈی ضلع سرگودہا بنام گل محمد

یا دعویٰ فسخ نکاح بنام

گل محمد ولد محمد بخش لوہار سکنہ بھلوال ضلع سرگودہا

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۱/۷/۴۷ ۱۹ء کو مقام سرگودہا حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۲۱/۶/۴۷ ۱۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

صندل پوڈر

عورتوں کے ایام ماہواری کے تمام نقص کو دور کرتا ہے خون صاف کرنے اور معدہ کو درست کرنے میں مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ مستورات کے ضعف کو بالخصوص دور کرتا ہے۔ اور بھوک لگاتا ہے۔ قیمت دو روپے سینکڑہ

طبیہ عجائب گھر قادیان

اطریفل زمانی

یہ معجون خاص شہد سے تیار کی گئی ہے زکام۔ نزلہ۔ کھانسی کے لئے بے حد مفید ہے۔ رات کو دودھ کے ساتھ ۹ ماشے کھائیں۔ تو قبض دور ہو جائے گی۔ اور بلغم جاتا رہے گا۔ دماغ کے تنقیہ کے لئے لاثانی دوا ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت عہ شیشی

طبیہ عجائب گھر قادیان

"آپ کی بیش بہا ملکیت آپ کی آنکھیں" نامی رسالہ دواخانہ نور الدین رضی قادیان سے مفت منگوائیں۔ انشاء اللہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔

شہد خالص ۳½ روپے سیر

۶۵

خوشبو لگانا سُنّت ہے

بوئے حمین:- بہت پائیدار عطر ہے کئی کئی دنوں تک اس کی خوشبو کپڑوں میں سے نہیں جاتی اور اسکی خوشبو کچھ دنوں کے بعد بدل بدل کر آتی ہے قیمت فی تولہ دس روپے

شام شیراز:- بہت مقبول عطر ہے اور خوشبو نہایت اعلیٰ ہندوستان سے باہر بھی بہت پسند کیا جا رہا ہے:- چار روپیہ فی تولہ

چنبیلی: چنبیلی کے پھول میں یہ خصوصیت ہے کہ اس کی خوشبو اپنے آس پاس کے رقبہ میں پھیلکر اسے خوب مہکا دیتی ہے آپ دیکھینگے کہ انڈین کیمیکل کمپنی کا عطر چنبیلی چنبیلی کے پھول کے اس وصف کی جو قدرت نے اسے عطا کیا ہے۔ پوری پوری ترجمانی کرتا ہے۔ آپ اسے استعمال کر کے خود محسوس کرینگے۔ کہ آس پاس کا ماحول ایک عجیب بھینی بھینی خوشبو سے مہک اٹھا ہے:- چار روپیہ تولہ

گلاب:- گلاب کا پھول پھولوں میں سرتاج مانا گیا ہے اسی طرح انڈین کیمیکل کمپنی کا تیار کردہ گلاب کا عطر تمام گلاب کے عطروں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ چار روپیہ تولہ

خس:- گرمیوں کا خاص تحفہ ہے۔ چار روپیہ تولہ

ہمارے تمام قسم کے عطر قادیان میں افضل برادرز اور ملک عنایت اللہ صاحب الحکم سٹریٹ نیز دواخانہ خدمت خلق سے مل سکتے ہیں۔ باہر کے احباب ہم کو راہ راست آرڈر بھجوائیں۔ تو ان کی فوراً تعمیل ہوگی۔ نیز احمدی دوکاندار باہر کے شہروں میں اگر ان عطروں کی ایجنسی لینا چاہیں۔ تو ہم سے خط و کتابت کریں عطر نہایت مقبول ہو رہے ہیں۔ اور تاجر احباب کیلئے نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کو اپنی ایجنسی دیں۔ ہم احمدی احباب کو ترجیح دیں گے۔ ان کی مقبولیت کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے۔ کہ دیسی عطروں میں بعض قسم کی خامیاں جو چلی آرہی تھیں۔ وہ ایک لمبے تجربہ کے بعد دور کی گئیں ہیں:-

دی ایسٹرن پرفیومری کمپنی قادیان

اکسیر ذیابیطس کی مقبولیت

جناب ڈاکٹر محمد احمد صاحب عدن نے ایک شیشی منگوائی تھی اب بذریعہ ہوائی ڈاک تحریر فرماتے ہیں "تین شیشیاں دوائی اکسیر ذیابیطس کی بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ جناب ملک عبد المغنی خانصاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر سکندر آباد دکن نے ایک شیشی منگوائی۔ اب تحریر فرماتے ہیں۔ جلد از جلد دو شیشیاں اور بھیجدیں"۔ اکسیر ذیابیطس قیمت ایک ماہ کورس بمبلغ سات روپے ۷/-/-

طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

اکسیر شباب

یہ دوا نہایت مفید اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اس میں کشتہ سونا۔ مشک اور بہت سی مفید ادویہ پڑتی ہیں۔ اس کی تعریف کرنا لاحاصل ہے۔ اس کے استعمال سے ہی اس کی خوبیاں معلوم کی جا سکتی ہیں۔ نہایت مقوی ادویہ سے اس کو ترتیب دیا گیا اور تمام اعضائے رئیسہ کی طاقت کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی سات روپے ۷/-/- علاوہ محصولڈاک

دواخانہ خدمت خلق قادیان

آپ اپنی جملہ طبّی ضروریات کے لئے دواخانہ نور الدینؓ قادیان کو لکھیں

مزدوری خبریں

دو کروڑ ٹن اناج کی قلت

پیرس ۹ جولائی۔ مختلف ممالک کے نمائندوں پر مشتمل ایک اناج کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اس وقت دنیا میں دو کروڑ ٹن اناج کی قلت ہے۔ اس قلت کو دور کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ تمام ممالک کم سے کم اناج خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

پیرس کانفرنس ——— اور ——— یورپین ممالک

پیرس ۹ جولائی۔ یورپ کی اقتصادی مدد کرنے کے لئے برطانیہ اور فرانس نے یورپین ممالک کی کانفرنس کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ ڈنمارک۔ ناروے۔ سویڈن اور فن لینڈ کی حکومتوں نے اس میں اپنے نمائندے بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پولینڈ۔ رومانیہ۔ بلغاریہ اور یوگوسلاویہ نے اس میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور برطانیہ اور فرانس پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ وہ یورپ کے معاملات میں ناجائز مداخلت کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے دنیا کا امن پھر خطرے میں پڑ جائے گا۔

مسلمان تاجروں کا کنونشن

بمبئی ۹ جولائی۔ بمبئی نے مسلم چیمبر آف کامرس نے ستمبر میں مسلمان تاجروں اور بیوپاریوں کا کنونشن بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں اس بات پر غور کیا جائے گا۔ کہ ملک کی تقسیم کے بعد مسلمان بیوپاری کیا طرز عمل اختیار کریں۔ آیا انہیں پاکستان میں منتقل ہو جانا چاہیئے یا ہندوستان میں ہی کاروبار جاری رکھنا چاہیئے۔

پاکستان اپنی نظیر آپ ہوگا!

قانون کے سامنے ہندو مسلم اور سکھ سب برابر ہوں گے

لاہور ۹ جولائی۔ میاں ممتاز محمد دولتانہ نے سردار سنت سنگھ کے صدارتی خطبے پر جو انہوں نے راولپنڈی میں اقلیتوں کی کانفرنس میں پڑھا تھا اظہار خیال کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ میں تمام ہندو اور سکھوں کو وعدہ دیتا ہوں کہ انہیں پاکستان میں ہر قسم کے شہری حقوق حاصل ہوں گے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی قسم کی بھی تفریق پاکستان میں روا نہیں رکھی جائے گی۔ اور قانون کے سامنے ہر مسلمان ہندو اور سکھ کی ایک حیثیت تسلیم کی جائے گی آپنے کہا ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ ہماری پاکستانی حکومت جمہوریت انصاف اور دیانت داری کے زریں اصولوں پر مبنی ہوتے ہوئے اپنی نظیر آپ ہو نیز ان تمام وعدوں کا مطلب ہے کہ پاکستان کی حکومت اسلام کے پاک اصولوں کے عین مطابق ہوگی۔ پاکستان اب آزمایا جانے والا ہے۔ اور اس آزمائش کی پہلی تکمیل اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور خوشحالی کی صورت میں نمودار ہوگی۔

صوبہ سرحد میں استصواب رائے کی مہم

پشاور ۹ جولائی۔ آج صوبہ سرحد میں آراء شماری امن و امان کے ساتھ ہوتی رہی۔ البتہ پشاور میں ایک معمولی سا حادثہ پیش آیا۔ جس میں دو آدمی زخمی ہوئے۔ آج کی آراء شماری پر مسلم لیگی حلقے مطمئن نظر آ رہے ہیں۔ خیال ہے کہ مسلم لیگ بھاری اکثریت سے کامیاب رہے گی۔ لیگی حلقوں کا خیال ہے کہ انہیں پچھلے دو دنوں کی آراء شماری میں ہزارہ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ۵۰ فیصدی اور آج کوہاٹ شہر میں ۷۱ فیصدی ووٹس حاصل ہوئے۔ آج گورنر سرحد نے کئی پولنگ سٹیشنوں کا معائنہ کیا۔ اور حسن انتظام کی تعریف کی۔

پنجاب کے حدود کمیشن کو سکھوں کا انتباہ

لاہور ۹ جولائی۔ سکھوں نے بروز منگل لاہور میں جلسہ منعقد کر کے ایک قرارداد کے ذریعے پنجاب کے حدود کمیشن کو متنبہ کیا ہے کہ پنجاب کی ایسی تقسیم جس سے سکھوں کی یکجہتی اور اتحاد خطرے میں پڑتا ہو انہیں ہرگز منظور نہیں ہوگی۔ قرارداد میں بتایا گیا ہے۔ ایسی تقسیم تلخی اور خطرناک صورت حالات پیدا کر دینے کا موجب ثابت ہوگی۔ اس قرارداد کی نقول وائسرائے گورنر پنجاب اور صدر حدود کمیشن کے نام بذریعہ تار ارسال کی گئی ہیں۔ نیز اس قسم کے جلسے لائلپور۔ جالندھر لدھیانہ اور فیروزپور وغیرہ میں بھی منعقد کئے گئے۔

تقسیم کمیٹی کی طرف سے سرکاری محکموں کو ہدایت

پنجاب کی تقسیم کمیٹی نے تمام محکمہ جات کے افسروں کو ایک سرکلر کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ وہ سٹیرنگ کمیٹی کی اجازت کے بغیر کسی سرکاری کام کے لئے پانچ ہزار یا اس سے زائد رقم خرچ نہ کریں۔ منقولہ سرکاری جائداد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کریں۔ کوئی سامان فروخت نہ کریں۔ سوائے گزیٹڈ افسروں کے کسی ملازم کو مستقل نہ کریں اور نہ ترقی دیں۔ اور اسی طرح نئی اسامیاں بھی پر نہ کریں۔ اور ٹھیکے بھی بند کر دیئے جائیں۔

ریاستوں کی آزادی پر اظہار مسرت

نئی دہلی ۱۰ جولائی۔ آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے مسلمان ریاستوں سے پاکستان اسمبلی میں شامل ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور حیدرآباد اور ٹراونکور کے اعلان آزادی پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات

کلکتہ ۹ جولائی۔ سرکاری اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ آج شہر میں ۲۶ وارداتیں ہوئیں۔ جن میں سے گیارہ میں بندوقوں کا استعمال کیا گیا۔ پانچ مواقع پر پولیس کو ۵۳ گولیاں چلانا پڑیں۔ ایک مذہبی عبادت گاہ پر چھاپہ مار کر پولیس نے بہت سے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ گوجرانوالہ میں آج دو اشخاص پر چھرے سے حملہ کیا گیا۔ لاہور اور امرتسر میں امن رہا۔ صرف چند ایک معمولی وارداتیں ہوئیں جن سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔

سلہٹ میں دوسرے استصواب رائے عامہ کا امکان

سلہٹ ۹ جولائی۔ سلہٹ میں استصواب رائے عامہ کے سلسلے میں جو انتظامات کئے گئے تھے مسلم لیگ ان سے مطمئن نہ تھی۔ "ڈان" اخبار کے نمائندہ خصوصی کا بیان ہے کہ وہاں کی آراء شماری کے صندوقچے بیرونی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ اس لئے کہ آراء شماری کے دوسرے دن بعض صندوقچوں کے قفل کھلے ہوئے پائے گئے۔ جس کا اعتراف خود جنگ ان افسر نے بھی کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں کی مسلم لیگ نے مطالبہ کیا ہے کہ از سر نو استصواب رائے عامہ کا انتظام کیا جائے۔ ان تمام واقعات کی تحقیقات کرنل پیٹرسن کر رہے ہیں۔ جنہیں وائسرائے ہند نے خاص اس کام کے لئے متعین کیا ہے۔

برما میں ہندوستانیوں کے داخلہ پر پابندی

رنگون ۹ جولائی۔ حکومت ہند نے برما گورنمنٹ کو ایک احتجاجی نوٹ ارسال کیا تھا جس میں برما امیگریشن ایکٹ کی مذمت کی گئی تھی۔ کیونکہ اس کی رو سے برما میں ہندوستانیوں کے داخلہ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ حکومت برما نے اس نوٹ کے جواب میں اس ایکٹ کو واپس لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ حکومت برما کو غیر ملکی افراد کے داخلہ پر پابندی لگانے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس سلسلے میں برما گورنمنٹ گفت و شنید کے ذریعہ حکومت ہند کے ساتھ مستقل سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہے۔